حمد و نعت

تحقیقی مقالات

فکر و فن

گوشۂ آفتاب کریمی

مطالعاتِ نعت

مذاکرہ

مدحتیں

خطوط

دھنک

ابتدائیہ		۹
میں تھا خدا کے پیش یا خود کے حضور تھا	محمود شام	۲۱
وہ صاحبِ کن، مالکِ کُل، خالقِ انوار	شہزاد مجددی	۲۲

تحقیقی مقالات

صنفِ نعت انسانی تخئیل کے تناظر میں	حسن محمود جعفری	۲۵
اخلاقِ محسنِ انسانیت ﷺ نعت کے آئینے میں	گوہر ملسیانی	۵۱
اردو لوک گیتوں میں ذکرِ رسول ﷺ	ڈاکٹر سیّد محمد یحییٰ نشیط	۸۲
ثنائے رسول ﷺ: روایت سے درایت تک	ڈاکٹر سیّد محمد یحییٰ نشیط	۱۱۰
اردو نعتیہ شاعری میں موضوع روایات	محمد شہزاد مجددی	۱۲۰
نعت اور تصورِ مقصودِ کائنات	عزیز احسن	۱۳۲
نعت نگاری میں احتیاط کے تقاضے	پروفیسر محمد اکرم رضا	۱۵۲
کچھ آدابِ نعت کے بارے میں	ڈاکٹر صابر سنبھلی	۱۷۲
آزاد نظم میں نعت کی جلوہ گری	سلیم شہزاد	۱۷۸
نعت نبیؐ میں اندلسی شعرا کی ایک جھلک	ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی	۲۰۰
پاکستان میں نعت گوئی کی تحریک (ایک سرسری جائزہ)	ڈاکٹر غفور شاہ قاسم	۲۲۹

نعتِ رسولِ اعظم وآخر ﷺ (ایک پیغام...ایک تحریک)	سیّد محمد اکرام شاہ جیلانی	۲۵۵
عقیدۂ ختمِ نبوت اور ''ذوقِ نعت''	غلام مصطفیٰ رضوی	۲۶۴

فکر و فن

راجندر نرائن سکسینہ بسمل شمس آبادی (شخصیت ....)	ڈاکٹر سراج احمد قادری	۲۷۳
سیماب اکبر آبادی کی نعت نگاری	پروفیسر افضال احمد انور	۲۸۲
احمد ندیم قاسمی بحیثیت نعت نگار	ڈاکٹر شبیر احمد قادری	۳۰۵
التفاتِ سیّد السادات ﷺ	پروفیسر محمد اقبال جاوید	۳۱۷
کرم ونجات کا سلسلہ (عزیز احسن ....)	پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی	۳۲۵
قمر رعینی کی نعتیہ شعری اقدار کا جائزہ	عزیز احسن	۳۳۱
فیاض ٹانڈوی کی نعتیہ شاعری	سیّد مرغوب اشرف	۳۵۷

گوشۂ آفتاب کریمی

آفتاب کریمی کی نعت گوئی	پروفیسر انوار احمد زئی	۳۶۹
آسماں اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے	ڈاکٹر سیّد محمد یحییٰ نشیط	۳۷۶
سانحۂ غروبِ آفتاب	عزیز احسن	۳۸۱
غروبِ آفتاب	شبیر احمد قادری	۳۸۵

مطالعاتِ نعت

حاصل مطالعہ	مبصر: عارف منصور	۳۹۹

مذاکرہ

''نعت رنگ'' شمارہ:۱۹ پر ایک مذاکرہ	انور خلیل، ڈاکٹر احسان اکبر علامہ بشیر حسین ناظم، آصف اکبر علامہ قمر رعینی، ڈاکٹر عطاء اللہ خان اور عزیز احسن	۴۴۳

مدحتیں

گنہ آلود چہرے اشک سے دھلوائے جاتے ہیں	ریاض مجید	۴۶۵
ثنائے شہ دوسرا کر رہے ہیں	بدرالقادری	۴۶۶
طلوعِ فجر	ریاض حسین چودھری	۴۶۷
تقدیر سنور جائے سرکار کے قدموں میں	کیف رضوانی	۴۸۶
زباں تذکارِ سیرت میں بہت مصروف رہتی ہے	عزیز احسن	۴۸۷
نظر میں نورِ نبیؐ، مدح یوں زباں پر ہے	شیدا بستوی	۴۸۹
ہائیکو	احمد صغیر صدیقی	۴۹۰
لگیں اور خوش تر مدینے کی باتیں	قمر وارثی	۴۹۱
جا کے طیبہ میں جو ہو جاؤں نثار طیبہ	کوثر علی	۴۹۲
کیا آئے گا بھلا وہ کسی کے دباؤ میں	سہیل اختر	۴۹۳
جس نے آپؐ کو دیکھا اُس نے دیکھنا پایا	شاہ حسین نہری	۴۹۴
سن کے دیکھو زمانے کے اہلِ قلم	ولی اللہ ولی عظیم آبادی	۴۹۵
اب نعت جو زندگی ہوئی ہے	ماجد خلیل	۴۹۶
ہے کنز رسالت کا امیں، مخزنِ اسرار	شہزاد مجددی	۴۹۷
اک قبا سارے زمانے سے جدا پہنی ہے	محمد ثناء اللہ ظہیر	۴۹۸
ہجرِ شہِ طیبہ میں رونا بھی چھپانا بھی	احسان اکبر	۴۹۹
اندھیرے راستوں میں روشنی ہے آپؐ کا دامن	شیو بہادر سنگھ دلبر	۵۰۰
وہ پیمبروں کے امیر ہیں، وہ محبتوں کے سفیر ہیں	تسنیم عابدی	۵۰۱
لب سے جب نامِ محمدؐ کو نکلتے دیکھا	مصدق لاکھانی	۵۰۲
قدم قدم پہ نواز دیتے مرے نبیؐ کے قدومِ اقدس	مقصود احمد تبسم	۵۰۳
جو گل نہ ہوں گے کبھی آخری نبیؐ کے چراغ	مختار احمد کاشف	۵۰۶
تمام عمر کی محنت وصول ہو جائے	حسن رضا اطہر	۵۰۸

کتابِ زیست کے سارے ہی باب آپؐ کے ہیں	علی اصغر عباس	۵۰۹
انؐ کو چاہیں ہم ہمیشہ انؐ کو ہی سوچا کریں	طاہر سلطانی	۵۱۱
یہ دل حضورؐ کی اُلفت سے پُر اگر دیکھوں	محمد یوسف	۵۱۲

خطوط

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی	کراچی	۵۱۵
تنویر پھول	امریکا	۵۶۶
ولی اللہ ولی صدیقی عظیم آبادی	مدینہ منورہ	۵۷۶
شاہ حسین نہری	کراچی	۵۷۶
محمد شہزاد مجددی	لاہور	۵۷۸
شیدا بستوی	بھارت	۵۷۸
ڈاکٹر عبدالشکور ساجد	فیصل آباد	۵۷۹
احمد صغیر۵۸۰ صدیقی	کراچی	۵۸۰
فیاض ٹانڈوی	بھارت	۵۸۱

☆☆

فہرست نعت ریسرچ سینٹر	۵۸۴

حمد و نعت

تحقیقی مقالات

فکر و فن

گوشۂ آفتاب کریمی

مطالعاتِ نعت

مذاکرہ

مدحتیں

خطوط

حمد و نعت

تحقیقی مقالات

فکر و فن

گوشۂ آفتاب کریمی

مطالعاتِ نعت

مذاکرہ

مدحتیں

خطوط

حمد و نعت

تحقیقی مقالات

فکر و فن

گوشۂ آفتاب کریمی

مطالعاتِ نعت

مذاکرہ

مدحتیں

خطوط

ابتدائیہ

''نعت رنگ'' کی ایک طویل غیر حاضری پر معذرت کے ساتھ شمارہ:۲۰ پیشِ خدمت ہے۔

زندگی دن بہ دن دشوار ہوتی جا رہی ہے۔ آدمی اسباب و وسائل کی تگ و دو میں غرق ہوگیا ہے اور ستم یہ کہ یہ اس کا انتخاب بھی نہیں، دو وقت کی روٹی ایک بڑا مسئلہ بن گئی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مدتوں پہلے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ ''جب میں روحانی مسائل حل کرنا چاہتا ہوں تو زمین میرے قدم پکڑ لیتی ہے۔'' ہمارے دین میں بھی فرائض کے بعد کسبِ رزق حلال کو فریضہ قرار دیا گیا ہے، سو مجھے بھی اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ دیوارِ رزق کو چاٹنے میں گزارنا پڑتا ہے اور اسی وجہ سے ''نعت رنگ'' تاخیر کا شکار ہوجاتا ہے دعا ہے کہ اللہ کریم ہم سب کے لیے اس مرحلے کو آسان فرمائے۔ آمین

الحمدللہ اکیسویں صدی کے آغاز ہی سے یہ بات روشن ہوگئی ہے کہ ادبی طور پر یہ صدی نعت کی صدی ہوگی بہت دنوں کی بات نہیں جب سوالیہ انداز میں کہا جاتا تھا کہ کیا نعت ایک صنفِ سخن ہے؟ اور آج یہ بات پورے یقین سے کہی جاتی ہے کہ نعت ہر صنف سخن میں موجود ہے اور خود ایک مستقل صنف ہے۔

اللہ کریم کا فضل و احسان ہے کہ فضا کی اس تبدیلی میں ''نعت رنگ'' کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہے۔ لیکن اس مرحلے پر اب نعت کے ناقدوں کو بھی اپنے ویژن اور فکر میں توسیع کرنی ہوگی۔ کل یہ تنقید کا بنیادی مسئلہ تھا کہ نعت کو صنف سخن کہا جائے یا نہیں۔ آج وہ منزل آگئی ہے جب ہمیں اپنے اجتماعی لاشعور میں نعت کی جڑوں کو تلاش کرنا ہوگا اور عمرانیات اور سماجیات کے پس منظر میں نعت کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ''نعت رنگ'' میں کئی وقیع تحریریں شائع ہوچکی ہیں جن میں اس بات کی بھی نشان دہی کی گئی ہے کہ اردو کے اعلیٰ تدریسی مراحل میں نعت کو ایک موضوع کے

طور پر شامل کیا جانا کیوں ضروری ہے اور یہ کہ اس کے بغیر بعض اصناف ادب کا مطالعہ کیا ہی نہیں جاسکتا مثلاً اردو مثنوی کا اسی طرح غزل کے مطالعے کے کئی پہلو نعت کو پیش نظر رکھ کر ہی سمجھے جاسکتے ہیں یہ بھی ایک نیا مطالعہ ہوسکتا ہے کہ نعت کی تفہیم کے لیے کون سا دبستانِ تنقید موزوں رہے گا۔ ''نعت رنگ'' کے گزشتہ شماروں میں رشید وارثی نے یہ سوال اٹھایا تھا مگر اس پر خاطرخواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس سلسلے میں میرا موقف یہ ہے کہ نعت کا مطالعہ انتخابی تنقید کے ذریعے ہی کیا جاسکتا ہے۔ انتخابی تنقید سے میری مراد یہ ہے کہ تنقید کے تمام دبستانوں کے اصولوں کی روشنی میں نعت کا مطالعہ کیا جائے تاریخی دبستانِ تنقید سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ کن حالات اور کن ادوار میں لوگ نعت کی طرف متوجہ ہوئے یا ہوتے ہیں۔ نفسیاتی دبستانِ تنقید کے ذریعے ان رموز کی عقدہ کشائی ہوسکتی ہے کہ شاعروں کی روحانی، ذہنی اور نفسیاتی کشاد میں نعت نے کتنا اور کس طرح حصہ لیا۔ نعت سے کس طرح شاعروں کا کیتھارسس ہوا ہے اور کس طرح نعت نے معاشرے کو پاکیزہ بنانے میں اپنا کردار ادا کیا، کیوں کہ اعلیٰ درجے کی نعت بلند تر اقدارِ حیات کے بغیر نہیں لکھی جاسکتی اور اقدار ہی کی بنیاد پر انسانی معاشرے کی سمت نمائی ہوتی ہے۔ نعت کے مطالعے کے لیے اسلام کا مطالعہ بھی لازمی ہے تاکہ منصب رسالت سے آگاہی حاصل ہوسکے اور نعت محض چند رسمی عقائد تک محدود نہ رہے کیوں کہ سرکار کی سیرت کا ذکر نظم میں ہو یا نثر میں انسان کی تعمیر کرتا ہے۔

اُمید ہے یہ چند معروضات انتخابی تنقید کی وضاحت کے لیے کافی ہوں گی اور آپ کو یہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ انتخابی تنقید سے میری مراد کیا ہے، علاوہ ازیں ہمیں فن شاعری اور صنائع بدائع کے بارے میں مشرقی علوم اور مغربی زاویۂ نگاہ کو بھی برتنے کی ضرورت ہے۔ صنائع بدائع کا خلاقانہ استعمال نعت میں کہاں کہاں کیا گیا ہے اس کی نشان دہی کا فرض ابھی ہمارے ناقدین پر قرض ہے۔ محض یہ کہہ دینے سے کہ کیا خوب تشبیہ ہے بات نہیں بنتی۔

میں نے چند اشارے کیے ہیں ان کو بڑھانا، ان کو نقدِ نعت میں ڈھالنا نعت کے ناقدین کا کام ہے۔ آج جو لوگ نعت پر اپنے نقد و نظر کا مزاج پیش کر رہے ہیں اب ان کو اس منزل سے آگے بڑھنا چاہیے کہ نعت کی صنفی حیثیت کیا ہے۔ نعت ہر صنف سخن ہی پر نہیں بلکہ زندگی کے ہر گوشے پر محیط ہے۔ نعت نے عربی و فارسی کی اصناف کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں کی اصناف کے ذریعے بھی اپنا اظہار کیا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ مشرق و مغرب کی زبانوں کے اصنافِ سخن کو نعتوں سے ایک نیا رنگ روپ ملا ہے۔ اس نکتۂ نظر سے مختلف اصناف کی فہرست سازی کے بجائے

یہ تلاش کرنا ہوگا کہ ان اصناف کی نعت میں کون سے نئے عوامل، موضوعات اور مسائل شامل ہوئے ہیں کیوں کہ اکابرین ادب کے خیال میں ہیئت اور خیال ایک دوسرے سے وابستہ ہیں جس طرح ہر انسانی روح اپنا جسم لے کر آتی ہے۔ اسی طرح ہر خیال اپنا پیکر خود تراشتا ہے۔ یوں ہمارے نعت گو شعرا کو بھی اوّلیت کے چکر میں پڑھنے کے بجائے مختلف اصناف کے معنوی پہلوؤں پر نظر رکھنا چاہیے۔ ادبی تنقید میں شماریات سے کام لیا جاسکتا ہے لیکن کسی شاعر کی نعتوں کی تعداد سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس کی نعتیں کس سطح کی ہیں۔

نئے دُکھ

''نعت رنگ'' کی ہر اشاعتی منزل پر ''نعت رنگ'' کی محفل سے کچھ لوگ اُٹھ کر وہاں چلے جاتے ہیں جہاں سے پھر کوئی خبر نہیں آتی، رہ جاتی ہے تو صرف یہ حیرت:

موت نے چپکے سے جانے کیا کہا
زندگی خاموش ہوکر رہ گئی

ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفیؒ

کسے خبر تھی کہ ''نعت رنگ'' بیس کا اداریہ لکھتے ہوئے میرے ہاتھ اس گرد سے اٹے ہوں گے جو حضرت (ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفیؒ) کی تربت پر ڈالی جانے والی مٹی کا حصہ ہوگی۔ حضرت کو ان کے آخری سفر پر روانہ کر کے اشکبار آنکھوں کے ساتھ گھر لوٹا تو یہ گرد میرے ہاتھوں سے لپٹ کر میرے ہمراہ چلی آئی، گھر آ کے میں گھنٹوں اپنے ہاتھوں پر موجود اس گرد کو دیکھتا رہا، مجھے اس گرد سے حضرت کی خوش بو محسوس ہوئی۔ لمس کی حرارت محسوس ہوئی بالکل ایسا لگا کہ جیسے میرے ہاتھ پر گرد نہ ہو حضرت کے ہاتھ ہوں اور وہ اپنی روایتی گرم جوشی سے ''نعت رنگ'' کی تازہ اشاعت پر خوشی کا اظہار کر رہے ہوں۔ یعنہٖ ویسے ہی جیسے وہ ''نعت رنگ'' کے ہر شمارے کی تکمیل اور اشاعت پر کرتے تھے خدا میرے ماں باپ کا سایہ تادیر میرے سر پر سلامت رکھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت کے چلے جانے سے مجھ پر کھلا کہ یتیمی کس احساس کا نام ہے۔ دل کا کٹنا صرف محاورہ نہیں ہے۔ بے سائباں ہونا صرف لفظ نہیں ہیں بلکہ ان کے پیچھے احساس کا ایک جہاں آباد ہے۔ حضرت کی شخصیت مجموعہ کمالات تھی ادب، لسانیات، خاکہ نگاری، شاعری، نعت گوئی، تنقید، سیرت نگاری وہ کون سا شعبہ تھا جہاں آپ نے اپنے کام سے اَن مٹ نقوش نہ چھوڑے ہوں لیکن میری نظر میں

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شخصیت کا سب سے بڑا حوالہ تھا لوگ ان کی سیرت نگاری، نعت نگاری، نعت شناسی کے ساتھ ساتھ دیگر مذہبی تحریری سرمائے میں ان کا عشق رسول ﷺ تلاش کرنے میں مصروف رہیں گے مگر میرے سامنے ان کی زندگی کے تمام پہلو ہیں جو ان کے عشق کی زندہ گواہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ان کی اس حسرت کو حقیقت بنا دے اور انھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے نوازے آمین۔

عاصی ہوں مگر ان کی شفاعت پہ نظر ہے   اس نام سے وابستہ ہوں، نسبت پہ نظر ہے

آفتاب کریمیؒ

آفتاب احمد خان کریمی غزل کی وادی پُرخار سے گزر کر نعت کے چمن زار میں وارد ہوئے تھے اور وہ بھی عمر کے آخری حصے میں، مگر انھوں نے چند ہی برسوں میں اپنی محنت، محبت اور سچی لگن سے نعت گویانِ عصر میں ایک نمایاں پہچان بنانے میں خاصی کامیابیاں حاصل کیں ان کے تین نعتیہ مجموعے ''آنکھ بنی کشکول''، ''قوسین'' اور ''ممدوحِ خلائق'' زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر اہل علم سے داد حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی کتاب ''منہاج العقائد'' (تصوف عقائد کی روشنی میں) منظرعام پر آئی تو عصرحاضر کے صاحبانِ تصوف میں خاصی بے چینی پھیل گئی۔ ان پر زبانی کلامی حملوں کی یورش بھی دیکھنے میں آئی مگر کریمی صاحب پوری شرافت اور استقامت کے ساتھ یہ سب برداشت کرتے رہے اور بزبانِ خموشی اعلان کرتے رہے:

توحید تو یہ کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لیے ہے

انھوں نے میری درخواست پر نعتیہ ادب کے ایک سنجیدہ کتابی سلسلے ''سفیرِ نعت'' بھی اجرا کیا جس کے پانچ وقیع شمارے شائع ہوئے۔ ان پانچ میں سے ایک شمارہ بطورِ خاص نعتیہ ادب میں ان کی خدمات کی نشانی کے طور پر ہمیشہ جگمگاتا رہے گا اور وہ ہے ''محسن کاکوروی نمبر'' کریمی صاحب اپنا لکھا ہوا ہر شعر مجھے ضرور سناتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا بیشتر کلام میرے حافظے کا حصہ بن گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ جب ان کے انتقال پر میں ان کے گھر گیا اور ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ان کے سفرآخرت کی آسانی کے لیے دعا کرنے لگا تو میرے ذہن میں ان کا یہ شعر تازہ ہوگیا:

میرے سرکارؐ کریمی کی تمنا ہے یہی
موت جب آئے تو میں آپؐ کا چہرہ دیکھوں

کریمی صاحب کے چہرے پر موجود تبسم اور اطمینان دیکھ کر میری پلکیں بھیگ گئیں۔ کیا عجب ہے کہ کریم آقا نے اپنے غلام کی یہ التجا قبول کرلی ہو۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادریؒ

علامہ عبدالحکیم شرف قادری مرحوم علمائے اہل سنت کی صف میں اپنی علمی خدمات کی وجہ سے نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور ان کے احترام کا یہ دائرہ صرف ان کے ہم مسلکوں ہی پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ دیگر مسالک کے علما بھی ان کی علمی خدمات کو سراہتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ علما کے طبقے میں ''نعت رنگ'' کی سرپرستی کرنے والوں میں علامہ کوکب نورانی کے علاوہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ انھوں نے ہمیشہ خطوط کے ذریعے ''نعت رنگ'' کے مشمولات پر اپنی بے لاگ رائے کا اظہار کیا، کہیں سراہا، کہیں حوصلہ افزائی کی تو کہیں خبردار کیا۔ جب میں اعلیٰ حضرت نمبر مرتب کر رہا تھا تو حضرت نے بڑی محبت سے مشوروں سے نوازا اور اپنا ایک مضمون بھی مرحمت فرمایا۔ مجھے حضرت کی شعرفہمی اور ادبی ذوق دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی تھی۔ کیوں کہ فی زمانہ ہمارے علما اس ذوق سے عاری ہوتے جارہے ہیں۔

الحاج خورشید احمدؒ

صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت خواں الحاج خورشید احمد نعت خوانی کے حوالے سے عالمی شہرت کے حامل نعت خواں تھے۔ انھوں نے ایک ایسے وقت میں نعت خوانی کے اُفق پر نمایاں مقام حاصل کیا جب سیّد منظور الکونین، الحاج سعید ہاشمی، وحید ظفر قاسمی، الحاج صدیق اسماعیل، الحاج یوسف میمن اور مرغوب احمد ہمدانی اپنی پوری آب و تاب سے اپنی کرنیں بکھیر رہے تھے۔ خورشید احمد نے صرف ملک ہی میں نہیں بلکہ بیرونِ ممالک بھی اپنی شہرت اور ثناخوانی کے دائرے کو وسعت دی اور پھر یہ دائرہ دن بہ دن وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ وہ پہلے نعت خواں تھے جو ملک سے باہر نعت خوانی کے لیے نکلے اور پھر انھوں نے ایک ایسی فضا قائم کی کہ آج الحمدللہ وطن عزیز کا ہر قابل ذکر ثناخواں ملک ملک حضورﷺ کے ذکر کا پرچم اٹھائے پہنچ رہا ہے۔ مجھے بھی خورشید احمد کے ساتھ سفر کا موقع ملا جب میں قاری وحید ظفر قاسمی اور خورشید احمد جامعہ اسلامیہ کینیڈا کی دعوت پر ڈیڑھ ماہ کے لیے کناڈا گئے تھے۔ اس سفر میں مجھے ان کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے پیار، ہم سفروں سے شوخی لیکن ادب کے دائرے میں، اکثر کبھی کسی بات پر ناراض ہوئے تو جلد

ہی اپنی بے وجہ ناراضگی پر پشیمان ہوئے اور معافی بھی مانگی۔ بعدازاں بھی ہم کئی جگہ اور کئی محافل میں ایک ساتھ رہے وہ اکثر اپنی خودنوشت (جسے وہ تحریر کرنا چاہتے تھے) کے حوالے سے مجھ سے مشورے کرتے جس سے مجھے ان کے اندر اپنے تجربات کو دوسروں تک منتقل کرنے کی ایک ایسی خواہش نظر آتی جس کے ذریعے وہ نئے آنے والوں کی دنیاوی مسائل سے روحانی تجربات تک رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ یہ شعور مجھے معاصر نعت خوانوں میں اور کہیں نظر نہیں آیا۔ انھوں نے اپنی پڑھی ہوئی نعتوں کا ایک خوب صورت مجموعہ بھی مرتب کیا جو ان کی یادگار ہے۔ ان کے انتقال پر ان کے گھر والوں کے علاوہ اوّل اوّل پہنچنے والوں میں ڈاکٹر عامر لیاقت حسین اور میں شامل تھے۔ ہم دونوں جب آئی سی یو میں خورشید احمد کو دیکھنے گئے تو ان کے چہرے پر خط بنا ہوا تھا سنت رسول ﷺ سے سجا ہوا اور کھلا ہوا چہرہ دیکھ کر ان کی پڑھی ہوئی یہ نعت ذہن میں تازہ ہوگئی:

میں سو جاؤں یا مصطفیٰؐ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلی علیٰ کہتے کہتے

دل مانتا ہی نہیں تھا کہ یہ عندلیب گلشنِ نعتِ مصطفیٰ ﷺ بھی موت کی چادر اوڑھ کر ابدی نیند سو گیا۔

شاہ انصار الٰہ آبادی

حضرت شاہ انصار حسین الٰہ آبادی درگاہ شیخ العالم حضرت شاہ میر سکندر علی رحمانی رزاقی المعروف سیّد صاحب الٰہ آبادی کے سجادہ نشین تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آگئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ آپ کے والد شاہ میر مشرف حسین الحسینی سکندری رحمانی قطب وقت اور سرچشمہ رُشد و ہدایت تھے۔ خانقاہ کا ماحول اور پھر الٰہ آباد کی علمی و ادبی فضا نے شاہ انصاری الٰہ آبادی کو شاعرانہ ذوق بھی عطا کیا اور ادبی تربیت بھی کی۔ شاہ صاحب کے اپنے نعتیہ مجموعوں کی تعداد بھی کم نہیں مگر اس سے کہیں زیادہ نعتیہ شعری مجموعے آپ کے تلامذہ کے ہیں جو آپ کی نوجوان نسل کی تربیت کے جذبے اور فروغِ نعت میں دلچسپی کو ظاہر کرتے ہیں۔ کراچی کے ابتدائی نامساعد حالات میں آپ نے مولانا ضیاء القادری بدایونی، مولانا عمر اچھروی، عبدالحامد بدایونی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، بابا ذہین شاہ تاجی جیسے بزرگوں کے ساتھ مل کر کم زور بے سہارا، ناتواں اور لٹے پٹے لوگوں کے دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن کر کے نئی اسلامی ریاست کی تعمیر کا جذبہ پیدا کیا۔ جگہ جگہ محافل میلاد اور نعت گوئی کی مجالس منعقد کر کے اس ریاست کی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ

عقائد کی فصیل کو مضبوط بنانے کی ذمہ داری پوری کی۔

الحمدللہ مجھے شاہ صاحب سے طالب ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہ اپنے در سے وابستہ ہونے والے ہر فرد کو عشق نبی کریم ﷺ کے راستے جنت کی راہ پر ڈالتے تھے سو مجھے بھی اس جادۂ نور پر شاہ صاحب ہی نے گامزن کیا۔ شاعری میں، میں نے کچھ عرصہ شاہ صاحب سے اصلاح لی۔ آپ بزرگوں کی روایتوں کے امین تھے اور آپ کی ساری زندگی ان اعلیٰ اقدار کی حفاظت اور انھیں بہ حفاظت اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کی سعی میں گزری۔ عشق رسول ﷺ اور عشق اہلِ بیتؓ میں سرشار اس ہستی نے بھی اپنی تمام عمر، اپنا تمام فن، اپنی تمام توانائیاں درِ حضور ﷺ پر نچھاور کر کے اس یقین کے ساتھ رخصت سفر باندھا:

شعر شاعر نہیں فرمانِ کلام اللہ ہے
ان پہ مرتے ہیں تو مرتے نہیں مرنے والے

سیّد نفیس الحسینیؒ

سیّد انور حسین خطاطی کی دنیا میں نفیس رقم اور ادبی و روحانی دنیا میں سیّد نفیس الحسینی کے ناموں سے جانے جاتے تھے۔ پاکستان کے بہترین خطاط ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دینی و روحانی شخصیت بھی تھے۔ حفیظ تائب صاحب اکثر شاہ صاحب کے بارے میں گفتگو کرتے تھے اور شاہ صاحب کی شخصیت، شاعری اور رکھ رکھاؤ کا ذکر بڑی محبت سے کرتے تھے۔ مجھے نام یاد نہیں لیکن غالباً ان کے کسی مرید نے مجھے ان کا مجموعۂ نعت ''نفائس النبیؐ'' ڈاک سے بھیجا تھا۔ یہ ایک مختصر مگر خوب صورت نعتیہ مجموعہ تھا۔ ''نعت رنگ'' شمارہ۔۱۹ میں اس پر تبصرہ بھی شائع کیا گیا۔ شاہ صاحب کی ایک نعت مجھے ذاتی طور پر بہت پسند ہے۔

اے رسولِ امین خاتم المرسلینؐ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے تمھیں یہ اپنا بصدق و یقیں تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اس نعت کو صاحب زادہ منظورالکونین نے جس خوب صورتی سے پڑھا ہے وہ بھی قابلِ داد ہے اس نعت میں عشقِ نبی کریم ﷺ کا وفور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان اس طور رقم ہوئی ہے کہ کوئی بھی گداز قلب اس کی روحانی سرشاری سے محفوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سفرِ آخرت پر جانے والی اس ہستی کا زادِ سفر دیکھ کر رشک آتا ہے۔

ایک اُمید شفاعت ہے فقط زادِ سفر
جس سے ہمت سی ہے کچھ گام بہ گام اے ساقی

عابد بریلویؒ

عابد بریلوی، خالد محمود خالد نقشبندی اور میں ایک ہی محکمے یعنی ٹیلی فون سے وابستہ رہے۔ اس لیے ہماری محافل نعت کے علاوہ دفتر میں بھی اکثر ملاقاتیں ہوجاتی تھیں۔ عابد بریلوی، نہایت سادہ طبیعت اور منکسرالمزاج واقع ہوئے تھے۔ ان کے تین نعتیہ مجموعے ''گلشنِ عقیدت''، ''جشن آمدِ رسولؐ'' اور ''کھلتا ہے دل کا گلشنِ سرکارؐ کی گلی میں'' ان کے عشقِ نبی کریم ﷺ کی یادگار ہیں۔ الحاج خورشید احمد کی آواز میں ان کی ایک نعت:

جشنِ آمدِ رسولؐ اللہ ہی اللہ
بی بی آمنہؓ کے پھول اللہ ہی اللہ

کو میلاد کی محفل میں خاصی شہرت اور عوامی پزیرائی حاصل ہوئی اور یہی نعت دنیائے نعت میں ان کے وسیع تر تعارف کا حوالہ قرار پائی۔

صاحبزادہ شہریار قدوسیؒ

محافلِ نعت میں کمپیئر کی حیثیت سے عالمی شہرت پانے والے شہریار قدوسی بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ علمی ذوق، مطالعے کا شوق، حافظے کی قوت، آواز کی خوب صورتی، جملوں کا برمحل اور برجستہ استعمال اور تلفظ کی درستگی ان کے ایسے خصائص تھے جو انھیں اپنے شعبے کے معاصرین میں ایک نہایت ہی ممتاز و منفرد مقام پر فائض کرتے تھے۔ اپنے شعبے میں ان کے کام کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ بعد میں آنے والے کمپیئرز کے انداز میں آپ کہیں نہ کہیں ان کی چھاپ کو نہایت واضح انداز میں محسوس کرسکتے ہیں۔ مذہبی مجالس سے لے کر بزمِ یاراں تک وہ ہر محفل میں اپنی خوش گفتاری و خوش اطواری کے سبب جانِ محفل ہوتے تھے۔ پاکستان میں اور پاکستان سے باہر نعت خوانی کو فروغ دینے میں آپ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور ان کی یاد ہمیشہ اہلِ محبت کے دل میں تازہ رہے گا۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

ان پر ایک تفصیلی مضمون مجھ پر قرض ہے جسے میں ان شاء اللہ جلد اتارنے کی کوشش کروں گا۔

قمر رعینیؒ

قمر رعینی سے میری کبھی بالمشافہ ملاقات نہیں ہوسکی۔ میں اسے اپنی بدنصیبی تصور کرتا ہوں اور زندگی بھر مجھے اس کا ملال بھی رہے گا۔ میرے اور ان کے تعارف کا حوالہ ان کے وہ چند فون ہیں جو انھوں نے اکثر ''نعت رنگ'' کے اداریوں کی پسندیدگی کے حوالے سے خالصتاً خورد نوازی کے جذبے کے تحت مجھے کیے یا پھر ان کی وہ کتب جو انھوں نے بھائی عزیز احسن کے ذریعے مجھے عطا فرمائیں۔ میں ان کی بڑھتی ہوئی عمر اور بیماریوں کے باوجود میں ان کی تخلیقی زرخیزی اور قلم کی روانی دیکھ کر خوش گوار حیرت سے دوچار ہوتا رہا۔ انھوں نے نعت کی خدمت کی اور خوب کی۔ ان کے نام کو نعتیہ ادب میں زندہ رکھنے کے لیے صرف ان کی شاعری ہی کافی تھی مگر وہ نعت کے ایسے خادم تھے جو نعت کے حوالے سے صرف اپنی ہی ادبی زندگی کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ دوسروں کے تذکرے کو بھی تاریخ کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔ سو انھوں نے ایک نہایت عمدہ تذکرہ ''تذکرۂ نعت گویانِ راول پنڈی و اسلام آباد'' بھی مرتب کیا۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے ''ولائے رسولؐ'' اور ''آبِ زم زم'' ان کی یادگار کے طور پر ہمارے سامنے ہیں۔ ان کی نعت گوئی پر ایک خوب صورت مضمون زیرِ نظر شمارے میں شامل ہے، اس لیے میں نے ان کی نعت گوئی پر کوئی بات نہیں کی صرف یہ شعر ملاحظہ فرمائیے اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کیجیے کہ ایسے شعر کا خالق یقیناً ہماری دعا کا حق دار ہے:

یاد رسولؐ پاک مرے ساتھ ہوگئی
میں سوچ ہی رہا تھا کوئی ہم سفر ملے

محمد فیروز شاہؒ

محمد فیروز شاہؒ اردو کے صاحب طرز نعت نگاروں میں اپنی ایک جداگانہ پہچان رکھتے تھے۔ خوب صورت اور کومل جذبوں کو خوب صورتی اور نفاست سے نظم و نثر میں برتنے کا فن انھیں خوب آتا تھا۔ ان کے نزدیک عشق فقط عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام تھا اور نعت آرزوئے رسول کا۔ وہ ''نعت رنگ'' کی تحریک سے وابستہ رہے، ''نعت رنگ'' کے لیے مضامین لکھتے رہے، مذاکرے منعقد کرتے رہے، خطوط کے ذریعے حوصلہ افزائی و رہنمائی کے فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ''نعت رنگ'' کے ۱۹ رشماروں میں شائع ہونے والی نعتوں کا ایک خوب صورت انتخاب ''رنگِ نعت''

کے نام سے انھوں نے مرتب کیا۔ ان کا نعتیہ مجموعہ ''باوضو آرزو'' جدید نعت نگاری کے حوالے سے ایک اہم اور قابلِ ذکر مجموعۂ نعت ہے۔ التجاؤں، تمناؤں، آرزوؤں اور خواہشات کو نعت میں سمونے والا یہ خوب صورت نعت گو بھی اس تمنا کے ساتھ جلد سو گیا۔

خواہشِ دیدِ مصطفیٰؐ لے کر
چشمِ فیرؔوز جلد سو جائے

سیّد امین علی نقویؒ

سیّد امین علی نقویؒ ایک صاحب حال وقال بزرگ اور باکمال نعت گو شاعر تھے۔ مرحوم کا نام سب سے پہلے مرے سامنے ڈاکٹر آفتاب نقوی مرحوم نے لیا تھا۔ آپ ڈاکٹر صاحب کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ ڈاکٹر ریاض مجید کے توسط سے میں اور غوث میاں پہلی بار ان کے آستانے (فیصل آباد) پر ان سے جا کر ملے تھے۔ مرحوم بہت کم گو مگر بہت پُر گو شاعر تھے۔ انھوں نے تقریباً آٹھ منفرد مجموعہ ہائے نعت ومناقب یادگار کے طور پر چھوڑے ہیں۔ ان میں ''محمدؐ ہی محمدؐ'' (اردو میں غیر منقوطہ کلام)، ''حسن محمدؐ'' (عربی غیر منقوطہ کلام)، ''محمد رسول اللہ (بلا الف مجموعہ نعت)، ''عشقِ محمدؐ'' (نعتیں)، ''لانبی بعدی'' (نعتیں)، ''ورد الوردا علیٰ قصیدہ البردہ'' کے علاوہ ''من کنت مولا'' (مناقب) اور ''حسین ہی حسینؓ'' (مناقب) شامل ہیں۔

زاہد الیاس رحمانیؒ

جناب زاہد الیاس رحمانیؒ شاعری کا عمدہ ذوق رکھنے والے نعت خوانوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان سے میری پہلی ملاقات مدینہ طیبہ میں ہوئی، جب یہ وہیں مقیم تھے۔ بعدازاں ایک بار لاہور میں بھی شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ میں اور حفیظ تائب مرحوم کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں زاہد الیاس رحمانی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ راستے ہی سے ساتھ ہو لیے اور پھر ہوٹل تک ساتھ آ کر اپنی پیاری اور رسیلی آواز میں چند نعتیں سنا کر روانہ ہوئے۔ لاہور کے ثناخوانوں میں انھیں خاصی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کی آواز میں سنی ہوئی حفیظ تائب کی یہ نعت آج بھی روح کو سرشاری عطا کرتی ہے:

حاضر ہے درِ دولت پہ گدا سرکارؐ توجہ فرمائیں
محتاجِ نظر حال مرا سرکارؐ توجہ فرمائیں

بابا سیّد رفیق عزیزیؒ

بابا سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی مگر ان کی شہرت، نیک نامی اور علم دوستی مجھ سے پوشیدہ نہیں تھی۔ ان سے میرے تعارف کا حوالہ ان کی وہ تحریریں اور کلام تھے جو اکثر و بیشتر مذہبی و ادبی رسائل و جرائد میں شائع ہوتی تھیں۔ ان کی نعتیہ شاعری اکثر شہزاد احمد کے ماہ نامہ ''حمد و نعت'' کراچی اور بعدازاں ان کے ترتیب دیے ہوئے ''منتخباتِ نعت'' میں نظر سے گزرتی رہی اور اس طرح نعت گوئی کے حوالے سے یہ ایک نام اپنے شاعرانہ اعتبار اور عشق کے اظہار کی بنا پر ایسا میرے ذہن میں محفوظ ہوا کہ پھر میں بابا کی کسی تحریر یا کلام سے سرسری نہیں گزر سکا۔ بابا کی علمی و ادبی خدمات اور بابا کے شاگردوں سے مزید آشنائی بھائی عزیزالدین خاکی کے رسالہ ''دنیائے نعت'' کے سیّد رفیق عزیزی نمبر سے ہوئی اور وہیں بابا کی نعتوں کا ایک قابلِ قدر گوشہ بھی نظر سے گزرا۔ بابا راہِ سلوک کے مسافر تھے اور تاجیہ سلسلے سے تعلق روحانی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت گوئی میں بھی عارفانہ رنگ بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ رنگ جو باطنی روشنی کو سامنے لاکر روحانی سرشاری کی لذت سے آشنا کردے۔

خواجہ کونین کی اک اک تجلی پہ نثار ایک ہی تصویر پائی سلسلہ در سلسلہ
سرور ہر دوسرا کو دیکھنے والی نظر شکر ہے ہم تک بھی پہنچی سلسلہ در سلسلہ

منصور تابشؒ

عصرِ حاضر میں نعت خوانی کے اُفق پر بہت جلد اپنے منفرد اندازِ ثناخوانی سے اعتبار حاصل کرنے والوں اور جگہ بنانے والوں میں ایک بہت ہی محترم نام جناب منصور تابشؒ کا بھی ہے۔ منصور تابش سے میری دو ملاقاتیں ہوئیں، مگر ان دو ملاقاتوں کا نقش ذہن پر ایسا محفوظ ہوا کہ جب کبھی ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ان کا ہنستا مسکراتا شفیق چہرہ اور وضع داریاں ذہن پر تازہ ہوجاتی ہیں۔ پہلی بار انھوں نے مجھے اور میں نے انھیں الحاج سعید ہاشمی کے اعزاز میں کراچی میں منعقدہ ایک محفلِ نعت میں سنا اور متاثر ہوئے اس محفل کی ابتدا بغیر کسی طے شدہ پروگرام کے میری نعت شریف سے ہوئی اور یہ کمال تھا ممتاز نقیبِ محفل صاحبزادہ شہریار قدوسی کا کہ انھوں نے اچانک میرا نام پکار دیا۔ میں نے نعت شریف شروع کی:

کوئی مثل مصطفیؐ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

اور پھر جب میری آنکھ کھلی تو میں نے منصور تابش کی گریہ و زاری اور ان کا تڑپنا دیکھا۔ دوسری ملاقات کی سبیل انھوں نے خود پیدا کرلی اور وہ اس طرح کہ ۱۹۹۴ء میں ہم کئی نعت نگار جن میں جناب حافظ لدھیانوی، عاصی کرنالی، راجا رشید محمود، مظفروارثی، حافظ لدھیانوی اور میں وزارتِ مذہبی امور حکومت پاکستان کی جانب سے منعقدہ سیرت کانفرنس کے موقع پر اسلام آباد میں جمع تھے اور ایک ہی ہوٹل میں مقیم تھے۔ حافظ لدھیانوی صاحب نے منصور تابش صاحب سے فون پر بات کی اور ہمیں حکم صادر فرمایا کہ شام کو منصور کے گھر مشاعرہ ہے، وہاں جانا ہے۔ شام کو منصور تابش صاحب خود تشریف لائے اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک خوب صورت شام تھی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے عبارت تھی مہمانوں کی تواضع کا ہر طرح سے خیال رکھا گیا اور چلتے وقت تمام شعرا کو نذر بھی پیش کی گئی، غرض ہر عمل سے ظاہر ہوتا تھا کہ منصور تابش کے دل میں نعت نگاروں کا کتنا احترام ہے انھوں نے ہمیشہ دوسروں کا احترام کیا محبتیں تقسیم کیں اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے انھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے حوالے سے جاوداں شہرت عطا کی۔

حکومت پاکستان نے انھیں نعت خوانی پر اعلیٰ ترین سول ایوارڈ پرائڈ آف پرفارمینس بھی عطا کیا۔ ہمارے عہد میں کون ہے جو اس نغمے سے سرشار نہیں ہوا جو ان کی آواز میں گونجا تھا۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمھارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

میں ان تمام بزرگوں کے لیے حق دعائے مغفرت کرتا ہوں کہ اللہ کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمائے اور قارئین ''نعت رنگ'' سے بھی ملتمس ہوں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عشاق کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے۔

ہم ہیں اب تک اسیر دانہ و دام
جو رہا ہوچکے ہیں ان کو سلام

سیّد صبیح رحمانی